

مجاهد ملت
I

مجاهد انعميت

حضرت مولانا حسين اختر صاحب

مكتبة الحبيب، جامعہ حبیبیہ، الہ آباد

مجاہد ملت کی مجاہد انجمن

خانہ خدا اور گنبد خضرا کے سائے میں عشق و وفا کی
آزمائش کا ایک سنگین مرحلہ

بقلم

حضرت مولنا یسین اختر مصباحی

استاذ ادب عربی جامعہ اشرفیہ

مبارک پور۔ اعظم گڑھ

ناشر

مکتبہ الحبیب جامعہ حمیدیہ ۱۴۴۱ ترسوئیا الہ آباد

قیمت ۸۰ پیسے



مجاہد ملت کی مجاہدانہ عزیمت

رئیس النارکین مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمن قادری
 بانی "جامعہ حبیبیہ" الہ آباد صدر آل انڈیا "تبلیغ سیرت" کی ذات گرامی
 ہندوپاک کے مشاہیر علماء اسلام کی صف اول میں ایک ممتاز و منفرد اور
 نمایاں مقام کی حامل ہے۔ وہ جہاں بھی رہتے ہیں ان کی مقدس پیشانی
 سے دمناء فراست کی تصویریں پھوٹتی رہتی ہیں۔ اور ان کے لبوں پر عشق و
 عرفان کی اتنی لطافتیں سمٹ آتی ہیں کہ وہ اپنی محفل کے "گل سرسبز"
 بن جاتے ہیں۔ وہ جس بزم میں بیٹھ جائیں۔ قوم و ملت کے غم اور سوز و رنجوں
 کی دود آہ انھیں شمع محفل بنا کر اپنے ہزاروں پروانے پیدا کر لیتی ہے۔
 حقیقت یہ ہے کہ ان کا پورا وجود اخلاص و للہیت ایک چلتی پھرتی تصویر
 ہے۔ اور اندر جہانک کہ دیکھا جائے تو ان کے دل بیتاب کی ایک ایک
 حرکت کسی آنے والے انقلاب کے مژدے سن رہی ہے۔ بس اسی کی یاد
 اسی کی تمنا اور اسی کی فکر میں وہ شعلہ سوزاں کی طرح تپتے اور سیما
 پارے کی طرح ترپتے رہتے ہیں۔

مجاہد ملت کے علم و فضل ذہانت و ذکاوت اور ملی خدمات
 کی ایک ایسی عظیم و جلیل تاریخ ہے جس پر کوئی مؤرخ قلم اٹھائے تو

دفتر کے دفتر ان کے ذکر جمیل سے روشن و تابناک ہو جائیں۔ علمی
 و فکری قربانیوں کے ساتھ ہی شجر اسلام کی آبیاری کے لئے انھوں نے
 لاکھوں روپے اور بے شمار دولت لٹادی اور سیکڑوں بیگھے زمین
 اور جائیداد کو قربان کر دیا۔

مسجد اعظم دریا آباد (نیو اتر سوہیا) الہ آباد جو متعصب غیر مسلموں کے
 حلقہ میں گھری ہوئی ہے اور اس پاس کوئی مسلم آبادی بھی نہیں اس
 ویران مسجد کو مسلمانوں کے سجدوں سے آباد کرنے کے لئے آپ نے
 "جامعہ حبیبیہ" کی بنیاد ڈالی اور اسے اپنے خون جگر سے سینچ کر پروان
 چڑھایا۔ شریکوں نے بارہا اس پر حملے کیے جس کے دفاع کیلئے حکومت
 کو پولیس کا حفاظتی دستہ تعینات کرنا پڑا۔ متعدد مقدمات قائم کر کے
 وہاں سے آپ کو ہٹانے کی تدابیر اختیار کی گئیں۔ یہاں تک کہ آپ کے
 مجاہدین و معتقدین بھی ان مشکلات سے گھبرا کر کسی دوسری جگہ منتقل
 ہونے کی بات سوچنے اور کہنے لگے۔ لیکن نتائج و عواقب سے بے نیاز
 ہو کر مرد مومن نامساعد حالات سے ٹکرا لیتا رہا اور یہ شیر دل بوڑھا مجاہد
 پوری پامردی کے ساتھ آج تک استقامت، وعزمیت کا پہاڑ بنا غم
 دوراں سے پنجہ آزمائی کا درس دے رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ
 جوں جوں عمر کے آخری ایام قریب ہوتے جا رہے ہیں اس کا فولادی غم
 جوانوں سے زیادہ جوان اور طاقتور ہوتا جا رہا ہے۔

مسلمانوں کے اندر مذہبی بیداری کی روح پھونکنے، انھیں

ایمان و اسلام کے تقاضوں سے قریب تر کرنے، ان کے اندر شعائر اسلامی کے فروغ و بقاء اور دلوں کو عشق و محبت رسول علیہ التحيۃ والثناء کا والہ و شیدائیانے کے لیے اپنی بے پناہ جدوجہد بروئے کار لا کر انھوں نے "آل انڈیا تبلیغ سیرت" کی تشکیل کی جو یو پی، بہار، بنگال، مہاراشٹر اور اڑیسہ کے مسلمانوں کے درمیان مشہور و متعارف ہے۔ الہ آباد، بمبئی اور کلکتہ وغیرہ میں اس کے باقاعدہ دفاتر بھی قائم ہیں۔

ایک محدود تنظیم جو اپنے طور پر مدت دراز سے کچھ افراد پر عمل و پیش اپنے جذبہ کردار و عمل کے بدولت تھوڑا بہت کام کرتی چلی آ رہی تھی۔ اور اس کو شمش میں تھی کہ کسی مخلص مذہبی امیر و سالار کی قیادت میسر آجائے تو کل ہند سطح پر اس تحریک کو عام کیا جائے اس سلسلہ میں ان میں بعض نے کافی تگ و دو کی اور بالآخر ان کی نگاہ انتخاب حضرت مجاہد ملت پر پڑی۔ وہ ساہا سال تک مجاہد ملت سے درخواست کرتے رہے کہ آپ اس تنظیم کی زمام قیادت اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔ لیکن اس کی بہت سی گمراہیوں کے سبب بے التفاتی کے ساتھ ان کی اس پیش کش اور درخواست کو بہت دلوں تک مسترد کیا جاتا رہا۔

اس تنظیم (خاکسار) کے بانی عنایت اللہ مشرقی نے اس کے جو اصول و ضوابط مرتب کیے تھے وہ اس کے ممبروں کو تسلیم کرنا ضروری تھا۔ مگر ساتھ ہی اس کا اعلان یہ بھی تھا کہ میرے عقائد سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ ہر شخص اپنے اعتقاد کے سلسلے میں خود مختار ہے۔ چنانچہ

حضرت مجاہد ملت نے ان سے فرمایا کہ تمہارے مشرقی کے عقائد خراب ہیں اس لیے میں تمہاری قیادت نہیں کر سکتا۔

انھوں نے کہا کہ ہمارے عقائد صحیح ہیں۔ ہم اس معاملے میں اس کے پابند نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اصول و ضوابط میں بھی تو بہت سی غلط باتیں شامل ہیں۔ چنانچہ ان کی ترمیم بھی آپ نے تحریری طور پر فرمائی۔ اور اس کے ذمہ داروں تک اسے پہنچایا گیا مگر انھوں نے ان سے اتفاق کرنے سے انکار کیا چنانچہ ترمیم منظور کرنے والے نیز دوسرے لوگوں کو شامل کر کے آپ نے ایک نئی دینی و اصلاحی جماعت کو "خاکسار ان حق" کے نام سے موسوم کر کے اپنے کام کا آغاز فرمایا۔ الحمد للہ کہ تیزی کے ساتھ اس کے ممبروں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور فیض آباد۔ الہ آباد، سلطان پور، مراد آباد، بمبئی وغیرہ میں ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے اور سماجی و اصلاحی محاذ پر اب تک متعدد قابل قدر خدمات یہ لوگ انجام دے چکے ہیں اور ان کے اثرات واضح طور پر بڑھتے اور پھیلتے جا رہے ہیں۔

شوکت اسلام کی بقاء اور مسلمانان ہند کی سرفرازی کے لیے حضرت مجاہد ملت نے بارہا قید و سلاسل کو خود دعوت مبارزت دی ہے اور ساہا سال تک ان کی عزیمت و استقلال نے جیل کی آہنی سلاخوں سے اپنے دست و بازو آڈائے ہیں۔ عمل پیہم اور جہد

مسلسل کی جو اعلیٰ ترین روایت ان کی عدیم النظیر شخصیت سے وابستہ ہے اس برصغیر میں کی موجودہ دینی تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ مصائب و آلام کی پیہم یلغار اور طوفان حوادث کا مقابلہ اور بسا اوقات اس سے استغناء اور شان بے نیازی تو اب آپ کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ وقتی سیاسی مصالح کو بالائے طاق رکھ کر گردش روزگار کے سامنے سینہ سپر ہو جانا ان کے لئے ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ نہ جانے کتنے واقعات ہیں جو ان کی تاریخ زندگی کے صفحات پر درخشندہ ستاروں کی طرح بکھرے پڑے ہیں۔ مجاہد ملت حالات سے خود سمجھوتہ نہیں کرتے بلکہ ان کی کتاب زندگی کا ہر باب اس عنوان سے شروع ہوتا ہے "زمانہ باتو نسا ند تو بازمانہ ستیز"۔

۳۔ آئین جوان مردی حق گوئی و بے کی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں دوباہی

حق بات کا برملا اظہار و اعلان کرتے ہیں نتیجہ چاہے جو بھی نکلے۔ عموماً بعض مشکل اور نازک حالات میں بہت سے علماء و بزرگ بھی "رخصت" پر عمل کرتے ہیں لیکن آپ کا ہر عمل جوان ہمت "اصحاب غریمت" کی یاد دلاتا ہے۔

ہندوستان کے اندر بعض مسلم مسائل کے سلسلے میں آپ کئی بار اسیرِ ندال ہو چکے کیونکہ بڑے بڑے جابر حکمرانوں کے سامنے نہ ڈرتے ہیں اور نہ دیتے ہیں۔ متعدد بار فریضہ حج بھی ادا کر چکے

ہیں لیکن نجدی امام کے پیچھے کبھی بھی نماز نہ پڑھی۔ جماعت ہوتی رہتی اور آپ با وضو ٹہلتے رہتے۔ بہت سے لوگوں کو یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی۔ مخلصین بھی کہتے کہ آپ جماعت میں شریک نہ ہوں مگر اس وقت تو یہاں ٹہلتے رہنا مناسب نہیں۔ جماعت ختم ہونے کے بعد تشریف لایا کریں آپ فرماتے لوگو "مسلمانوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ نجدی امام کے پیچھے اس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے نماز جائز نہیں۔ یہی شرعی حکم بتلانے کے لئے تو میں ٹہلتا رہتا ہوں"۔

ایک بار اسی جرم میں پکڑ کر قاضی القضاۃ (جیت جیسٹ) کے پاس حاضر کیا گیا اس سے آپ کی طویل گفتگو ہوئی لیکن وہ آپ کو کسی طرح قائل نہ کر سکا۔ اسی مجلس میں کسی نے کہا "تمہیں معلوم نہیں کہ کس سے گفتگو کر رہے ہو۔ یہ چاہیں تو تمہیں قتل بھی کر سکتے ہیں"۔ مجاہد ملت نے گلوگیر آواز میں فرمایا

"اے خوش نصیب! کہ میں خدا کی اس پاک سرزمین اور دیارِ رسول میں شہید کیا جاؤں اور حجاز مقدس کے رنگِ زاروں میں میرا خون جذب ہو جائے۔ یہی تو میرا عین مقصود اور معراجِ زندگی ہے"۔

امسال بھی زیارت حج و زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کے لئے آپ نے حجاز مقدس کا سفر کیا لیکن وہاں کی نجدی حکومت نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۷۹ء کے اخبار سیاست جدید کا پورے اس کی خبر

دیتے ہوئے لکھا ہے جسے آپ دل پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں۔
 ”بمبئی، ۱۲ نومبر مولینا حبیب الرحمن نے جنہیں پہلے مہینہ سعودی
 عرب نے حج سے پہلے ہی اپنے ملک سے نکال دیا تھا کل ایک کانفرنس
 کو بتایا کہ میں نے شیخ عبدالعزیز کے پیچھے نماز پڑھنے سے اس بنا پر
 انکار کر دیا تھا کہ ان مسلک مختلف تھا، انھوں نے بتایا مجھ سے
 حرم شریف کے قاضی نے پوچھ گچھ کی تو میرے ہاتھوں ہتھکڑیاں لگی
 ہوئی تھیں میرے انگوٹھے اور انگلیوں کی جھاپ، لگائی گئیں اور
 میرے فوٹو بھی مختلف زاویوں سے لیے گئے تھے۔ مجھے ملک بدر
 کرنے سے پہلے جیل خانہ میں ڈالا گیا تھا۔ مولینا حبیب الرحمن نے
 بتایا کہ مجھے دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تھا اور جیل کی کوٹھری کے دروازے
 پر میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس قدر پیٹا جاتا تھا کہ مجھے غش آجاتا
 تھا۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ہندوستانی سفارت خانہ نے میری مدد
 کرنے سے انکار کر دیا تھا۔“
 (یو۔ این۔ آئی)

بمبئی میں، آل انڈیا تبلیغ سیرت کی ایک اہم میٹنگ سعودی عرب
 حکومت کے خلاف احتجاج کرنے کی غرض سے منعقد ہوئی تھی اس میں انھوں
 نے بتایا کہ ”ہندوستان سے حج کے موقع پر سرکاری خیر سگالی مشن اسحاق
 جیم خانہ والا کی قیادت میں سعودی عرب گیا تھا اس وفد نے بھی میری
 مدد نہ کی“ (سیاست جدید کا بنور ۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء)

نجدی حکومت نے ظلم کیا! ہندوستانی سفارت خانہ واقع ریاض
 نے آنکھیں پھیر لیں! اور سرکاری خیر سگالی مشن کے وفد نے کوئی مدد
 نہیں کی! آپ جانتے ایسا کیوں ہوا؟
 سعودی حکومت نے اپنے تمام مذہبی امور و فراموش کی انجام
 دہی کے لیے ”آل الشیخ ابن عبدالوہاب نجدی“ کو مقرر
 کر رکھا ہے جس کا وہ خود بار بار اعلان بھی کر چکی ہے۔ ہندوستانی
 سفارت خانہ واقع ریاض میں غیر مسلموں کے علاوہ جو ملازمین ہیں انکی
 بیشتر تعداد، ندویوں، مودودیوں، دیوبندیوں، اور غیر مقلدوں کی ہے
 سرکاری خیر سگالی وفد بھی کچھ اسی طرح کے لوگوں پر مشتمل تھا۔
 کوئی مدد بھی کرے تو کیونکہ؟

وہی قاضی، وہی منصف، وہی شاہد ٹھہرا
 اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

اور ہندوستان کے کچھ نجدی ایجنٹ بھی ساتھ ساتھ لگے ہوئے تھے۔
 جن کا یہاں انھوں نے ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ معرکہ حق و باطل میں تو وہ
 جرم نہ سکے اب انھوں نے یہ بہیمانہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنے نجدی آقاؤں
 کو شہ دے کر اقتدار نہ کرنے کے جرم میں اپنے ظلم و بربریت کا نشانہ
 بنایا اور دوسرے الفاظ میں ہمارے پیشوا اے اعظم اور مقتدا اے
 دین و ملت کی توہین و تذلیل کر کے ہندوپاک کے سبھی اہل سنت و
 جماعت کے جذبہ حمیت کو لٹکا رہے اور ہوشمند افراد کی غیرت ملی

کو چیلنج کیا ہے۔

ان "حرم فروش شیوخ حرم" کو معلوم ہونا چاہیے کہ سعادت حج سے محروم کرنے کی کوشش اور حرمین طیبین کے اہل ایمان کو جورو جفا کا نشانہ بنانا کفار و مشرکین اور یزیدیوں کا طریقہ ہے۔ مجاہد ملت نے اپنے اس احتجاج اور طر ز عمل سے جہاں ایک شخصی حکومت کے اندر جابر شیوخ اور قاضیوں کے سامنے کلمہ حق بلند کیا ہے۔ وہیں انھوں نے محمد عربی رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم اور شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کہ یمہ پر کبھی عمل کیا ہے۔ واللہ! بڑی بامراد ہے ان کی زندگی اور قابل رشک ہے ان کا بخت و مقدر۔

یہ پہلو بھی ذہن نشین رہے کہ کچھ دنوں پہلے "تجوید انہدام گنبد خضرا" کے خلاف ہندوپاک وغیرہ کے سارے مسلمان اور علماء اہل سنت بالخصوص مجاہد ملت نے اپنے حلقہ اثر میں زبردست احتجاج کیا تھا اور اس کی مخالفت میں انھوں نے تقریریں کیں۔ جس سے سعودی عرب کی بدنامی ہوئی اور مسلمانوں میں اس کے خلاف شدید نفرت پھیل گئی، لیکن غضب خدا کا کہ اب تک اس نے اس تجوید کی کوئی تردید نہ کی۔ کیونکہ یہ ان کا عین اعتقاد ہے وہ تو صرف مسلم رائے عامہ کرنے کا ایک طریقہ اپنایا گیا تھا جو اچھی طرح ظاہر ہو گئی تو وقتی طور پر اس خوفناک سازش کو ملتوی کر دیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ قیامت تک کے لیے یہ سازش ناکامی کی نذر ہو جائے۔ آمین!

مجددی حکومت اور اس کے ہندوستانی ایجنٹوں نے حرمین طیبین کی مبارک و مسعود سرزمین پر اس احتجاج کا انتقام لے کر اپنے چہروں کا نقاب الٹ دیا ہے اور دنیا پر واضح کر دیا کہ ہمارے عہد و قبا اور تسبیح کے دانے دام فریب اور سیاسی اغراض و مصالح کے لیے محض آلات و سائل ہیں۔ ہمارا مقصد تو صرف تجدیت کی تبلیغ اور اقتدار کی کرسی سنبھالنے دیکھنا ہے کتاب و سنت کا نام لینا تو ہماری مکاری و عیاری ہے۔ چنانچہ ابتداً شیخ نجدی نے جب ہر طرف سے اپنے لئے مدد دہانی تو آل سعود سے رابطہ قائم کیا اور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپالی کے بقول اس نے اپنی لڑکی بھی نکاح میں دیدی۔ اور نجد و حجاز کا والی بنانے کی بھی پیش کش کی جس کے بعد ایک باہمی معاہدہ طے ہوا اور پھر دونوں نے اپنی کوششیں شروع کیں۔

۱۹۲۵ء میں نجدیوں نے مکمل سیاسی و مذہبی تسلط پایا اور ترکوں کو نہ صرف یہ کہ مار بھگا یا بلکہ قتل و غارتگری کر کے "اختلاف مسلک" کا اتنا زبردست انتقام لیا کہ انھیں مدتوں سعادت حج سے محروم رکھا اور روضہ پاک کو ڈھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے راقم سطور کی زیر طبع کتاب "گنبد خضرا" میں یہ تفصیلات ملاحظہ فرمائیں بلکہ سعودی عرب میں بے شمار مسلمان ایسے ہیں جو دل و جان سے

اب یہ کتاب "گنبد خضرا" چھپ کر ہندوپاک میں تیزی سے پھیل چکی ہے اور ہاتھوں ہاتھ لی جارہی ہے۔

نجدیوں اور ان کے اعمال و عقائد کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ صدر جمیعہ علماء ہند حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند سہا پور نے لکھا ہے۔

”صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی میں نجد سے ظاہر ہوا اور چونکہ عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی دعوت دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا کیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس سے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا۔ اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوسی سے نہ ہنود سے۔“ (ص ۳۲ الشہاب الثاقب از حسین احمد مدنی دیوبند)

محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ

(۱) جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (صفحہ ۳۴ الشہاب الثاقب)

(۲) شان نبوت حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نجدیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان، اور نہ کوئی فائدہ ان کی ذات سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے تو سل و عار میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں (یہی وہ اعتقاد واقع ہے جس کی بنیاد پر مجاہد ملت کو ملک بدر کیا گیا۔ آخر)

ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاکھی ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو کو بھڑکے دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بچہ نہیں کر سکتے۔ (الشہاب الثاقب ص ۳۴)

(۳) وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالہ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں وہابیہ الفاظ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ گمراہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ ضعیفہ کی سرور ہیں۔

وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی کرتے ہیں لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے وہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ و بے ادبانہ استعمال کرنا معمول رہا ہے۔

(صف ۶۲ و ۶۳ الشہاب الثاقب)

(۴) وہابیہ اشغال باطنہ و اعمال صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و اردات مشغوت و ربط القلب بالشیخ و فتاء و بقاء و خلوت وغیرہ کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں چنانچہ جن لوگوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہوگا یا ان سے اختلاط کیا ہوگا ان کو بخوبی علم ہوگا، فیوض روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں و مثل هذا الشہاب صفحہ ۱۵۹

(۵) الرحمن علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور حیات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے مسئلہ ندائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں (الشہاب الثاقب)

چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا ہوگا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرتیں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور اس کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔

وہابیہ نجدیہ، یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ ملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔ وہابیہ وہاں (مسجد نبوی اور بارگاہ مصطفیٰ) پر بھی (ندائے یا رسول اللہ) منع کرتے ہیں دو وجہ سے اولاً یہ کہ استعانت بغیر اللہ ہے اور دوم یہ کہ ان کا اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیات البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں جو حال دیگر مسلمین کا ہے وہی ان کا بھی ہوگا۔

یہ جملہ عقائد ان پر بخوبی ان پر ظاہر و باہر جنہوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو یہ لوگ مسجد نبوی شریف میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضہ مبارک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دعا پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں۔ انہیں افعال خبیثہ و اقوال و اہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو

ان سے نفرت ہے شمار ہے (صفحہ ۶۵ و ۶۶ الشہاب الثاقب)
(مزید تفصیل صدر جمیعۃ علماء ہند حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم)

دیوبند کی کتاب الشہاب الثاقب مطبوعہ دیوبند میں ملاحظہ فرمائیں۔
 حجاج کرام میں ایسے ہزاروں لاکھوں علماء اسلام ہوتے ہیں جو
 ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں مگر اقتدا کی نیت نہیں کرتے یا بعد میں
 اعادہ کر لیتے ہیں۔ خود وہاں کے مستقل باشندوں کی یہ مستند روایتیں
 ہیں جنہیں کسی طرح بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ لاکھوں مسلمان ایسے بھی
 ہوتے ہیں جو سوچتے ہیں کہ خواہ مخواہ حکومت سے تعرض کر کے اپنے
 آپکو زحمت اور مصیبت میں کیوں گرفتار کیا جائے؟ لیکن قربان جلیے
 اس جہرات خداداد اور اسلام کرام کی اتباع پر! کہ آپ نے عہد عباسی
 کی وہ تاریخ زندہ کر دی جب حضرت امام منیل کو فتنہ اخلوق قرآن کے
 موقع پر بغداد کی شاہراہوں پر درے لگائے جائے۔ اذیتوں سے
 ان کی قوت برداشت جواب دیدی پھر بھی آپ کی زبان سے یہی
 نکلتا کہ قرآن کلام ربانی ہے۔ اسے کسی طرح مخلوق قرار نہیں دیا جاسکتا۔
 میں ہرگز اس کا اقرار نہیں کر سکتا خواہ اس راہ میں مجھے اپنی جان کیوں
 نہ قربان کرنی پڑے۔

بہت سے حجاج کرام ایسے بھی ہیں جو الگ نماز پڑھتے رہے
 ہیں لیکن انہیں کچھ گفت و شنید کی جرات نہیں ہو سکی۔ عہد حاضر میں
 ہندوپاک، مصر و شام، عراق، افغانستان، اور ترکی وغیرہ کے
 لاکھوں کروڑوں حجاج کرام آئے گئے۔ مگر تاریخ بتاتی ہے کہ نجدیت
 سے اظہار نفرت و حقارت اور اختلاف مسلک کے باوجود ایسی کوئی

گر جہاد آواز اب تک صحرا و نجد و حجاز میں نہ گونجی جبکہ صدائے بازگشت سے
 عالم اسلام کا گوشہ لرزاٹھا۔ نجدی ایوانوں کی تفصیلیں ترخ انہیں اور
 ریاض نجد کی خاردار جھاڑیوں سے ساری کائنات اپنا دامن بچانے لگی۔
 یہ عزیمت ہے مجاہد ملت کی کہ انہوں نے ہنس کر داورسن کو خوش آمدید
 کہا اور ساری دنیا کے فرزانے ان کی اس دیوانگی پر چونک اٹھے۔
 یہ دتہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کیواسطے داورسن کہاں۔

سعودی حکومت نے ایک مرد حق آگاہ کو اپنے ظلم کی آماجگاہ بنا کر اسے
 روحانی و جسمانی اذیت پہنچائی ہے۔ تاریخ عالم کے عبرتناک واقعات کا
 اسے پھر سے مطالعہ کرنا پڑا ہے کہ جب بھی کسی سلطان وقت نے خدا کے
 کسی نیک بندے سے حقیر چہار کی اس کی حکومت پر زوال آیا اور اسے
 ذلت و خواری کی زندگی گزارنی پڑی یا سارے عالم کے لیے اس کی موت
 ایک درس عبرت بن گئی۔ رب کائنات کا خود اعلان ہے ”من عادی
 لی ولیا فقد اذنتہ بالحبیب“ جس کسی نے میرے کسی ولی اور دوست
 سے دشمنی مول لی میری طرف سے اس کے لیے اعلان جنگ ہے۔ اس نے
 اس برگزیدہ بندہ سے دشمنی نہ کی بلکہ اس نے کھل کر میری مخالفت اور میری
 دشمنی پر آمادہ ہوا۔ اب جس کا خدا خود دشمن ہو جائے پھر اس کا کون ولی اور
 ناصر ہو سکتا ہے؟

گمراہ فرقہ مہدویہ جس نے حرم کعبہ کے محاسن کی شیطانی حرکت کی
 ہے کیا عجب کہ شعائر دین کی توہین۔ ہندوگان اسلام کی تحقیر اور غیبت

کے مغوس عزائم پر تازیانہ عبرت ہو کہ اب بھی وقت ہے۔ اپنی یگستاخانہ روش چھوڑ کر دامن اسلام مضبوطی سے تھام لو۔ اور اہلسنت وجماعت کے صراط مستقیم پر گامزن ہو جاؤ ورنہ آخرت میں تو ذلیل و برہنہ ہونا ہی ہے۔ بخدی عقائد! اہتمام گنبد خضریٰ کا ایمان سوز منصوبہ! اور مسجد حرام میں جماعت نماز سے مسلمانوں کو روکنا یہ ایسے ہولناک جرائم ہیں جن کا خمیازہ تمہیں اس دنیا ہی میں بھگتنا پڑے گا۔ وما لہم الا ان یعذبہم اللہ وہم یصدون عن المسجد الحرام وما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون (رق انفال) ترجمہ:- اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے وہ تو مسجد حرام سے روک رہے ہیں اور اس کے اہل نہیں۔ اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں (کنز الایمان)

بخدی حکومت کو مال و ثروت۔ ظاہری شان و شوکت۔ نیز مادی وسائل و ذرائع پر نازاں نہ ہونا چاہیے۔ ظاہری حکومت اور دنیا میں رفاہی کاموں پر اپنی فوقیت جتاننا اور اسی کو معیار حق بتانا نہایت گمراہ کن طرز فکر ہے۔ انہیں ہوش میں آجانا چاہیے کہ محض خدمت حرم اور اس کی تعمیر و ترقی دلیل حقانیت نہیں۔ یہ تو کفار مکہ کا تصور تھا جس کی ترویج قرآن حکیم اس طرح فرماتا ہے۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمادۃ المسجد الحرام مکن امن باللہ والیوم الآخر وجاہد فی سبیل اللہ ط لا یستون عند اللہ ط

واللہ لا یرہی القوم الظالمین (پناب توبہ) ترجمہ:- تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اسکے برابر بڑھائی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں۔ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا (کنز الایمان)

بخدی حکومت کان کھول کر سن لے کہ دیالوں کی جھنکار سے آواز دہ حق کو دبایا جاسکتا ہے اور نہ آہمنی زنجیروں جکڑ کر سرفروش مردان خدا کے ضمیر کو کچلا جاسکتا ہے۔ ہم نہ تو شکوہ داد ورسن کرتے ہیں اور نہ اس سنت آبائی سے گریزاں ہیں۔ مجاہد ملت کو وڑوں سنی مسلمانوں کے رہبر و پیشوا اور نمائندہ و ترجمان ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا صحیح اور اچھا کیا۔ ہم ان کی ہر آواز پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہیں۔ اور ہمارے پیچھے مسلمانوں کا ایک امنڈنا ہوا سیلاب اور حق و صداقت کا دمکتا ہوا آفتاب ہے جس کے سامنے وہابیت کی ساری ظلمتیں انشا اللہ بہت جلد کا فود ہو جائیں گی اور بخدی وادیوں اور ریاض کی شاہراہوں سے آل الشیخ اور آل السعود کا جنازہ بھی بہت جلد نکلنے والا ہے جبکہ بعد اس بلا خیز وہابی شہنشاہیت سے انشاء المولیٰ تعالیٰ سارے اہل عرب نجات پا کر مسرور و مطمئن ہو جائیں گے۔ وما ذلک علی اللہ یعن ین۔

محمد السبین اختر الاعظمی

۳۰ دسمبر ۱۹۶۹ء

عشق و عرفان کا خزانہ عامرہ

جَوَاهِرُ الْبَحَارِ فِي فَضَائِلِ الْبَنِيِّ الْمُخْتَارِ

جلد اول

تصنیف : — الشیخ الامام علامہ یوسف بن اسماعیل البہانی المتوفی ۱۳۵۵ھ
ترجمہ : — حضرت مولانا غلام رسول صاحب قادری جامعہ رضویہ لاہور
حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب اختر شاہی ہندوستان دارالمصنفین لاہور
اشتراک دوم نمبر ۳۸۴ : — مکتبۃ الحیب الہ آباد - صفحات ۵۸۴ - قیمت ۲۸/۰

تعارف و تبصرہ

مولانا یسین اختر مصباحی اتا زاد بنی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور (مظلّمہ)

جواہر البحار : چار ضخیم جلدات پر مشتمل یہ شہرہ آفاق مجموعہ شاہکار دست قدرت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فطری محاسن اور اخلاقی کمالات کا ایک ایمان افروز کلمہ ہے جسکی زیارت سے عشاق رسول کی نگاہیں شاد کام ہوتی ہیں۔ انکے دل و دماغ کو فرحت و انبساط اور کیفیت و سرور پہنچاتا ہے۔ اور سواچند درد و غم کو محبت و عقیدت کی حلاوت نازکی اور عشق و دار فتلی کی انمول دولت نصیب ہوتی ہے۔ فخر و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و محامد آپ کا سلم عضو۔ صبر و دوکرم، شجاعت اور بہادری جیسا اور چشم پوشی - شفقت و رحمت - صلہ رحمی - اور ایفاء عہد - تواضع و انکساری - عدل

امانت، عفت، صداقت، وقار، خاموشی، سنجیدگی، مروت، حسن سلوک، خوف خدا اور کثرت عبادت وغیرہ کے دنوار جلوے اس کتاب کے ورق و ورق پر بکھرے نظر آتے ہیں۔ مرکزیت، دائرہ تخلیق، معراج مبارک، رویت باری تعالیٰ، مشافعت کبریٰ، حمل لواحد، وقت مفت مقام محمود اور غفلت حوض کوثر جیسے فضائل مصطفیٰ علی صاحبہا التحیۃ والنساء کا ایسا روح پروریان کہ روح مومن کو جدا آجائے اور وجدان عشق عشق کراٹھے۔ فضائل و شمائل اور معجزات رسول کے ذکر کو حسن ترتیب کا کمال بخشا ہے جس نے اسے اپنے موضوع کی دوسری تمام کتابوں سے بالکل منفرد اور ممتاز مقام عطا کر دیا ہے اور اس ریاض عقیدت کے گلہائے رنگارنگ کو حسن و جمال کا وہ آب و تاب بخشا ہے کہ

عکس کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اور کیوں نہ ہو کہ صرف جلد اول میں (۱) قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ المتوفی ۵۴۴ھ (۲) حکیم محمد بن ترمذی علیہ الرحمۃ م ۵۵۵ھ (۳) حافظ ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمۃ م ۴۳۰ھ (۴) شیخ محمد بن عربی علیہ الرحمۃ م ۵۳۸ھ (۵) قاضی ابوالحسن ماوردی م ۵۵۵ھ (۶) امام فخرالدين بن عمر الرازی م ۶۰۵ھ (۷) شیخ عمر بن فارض م ۶۳۳ھ (۸) شیخ عزالدین بن عبد السلام م ۶۶۲ھ — جیسے امت محمدیکہ مایہ ناز و جلیل القدر علماء و مشائخ کرام کی نگارشات شامل ہیں۔ جنہوں نے آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اپنے مشاہدات و مشاہدات سے یہ جوہر ریزہ جمع کئے ہیں۔ اس طرح حقائق و معارف کے بحر سبکراں سے فضائل محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آبدار موتیوں کا استخراج کر کے علامہ نبہانی نے اسے

اپنی شان جامعیت کے لحاظ سے ایک بے مثال اور عظیم النظیر مجموعہ بنا دیا ہے۔
حضرت علامہ نہمانی قدس سرہ اپنے وقت کے ایک زبردست مصنف
متبحر عالم اور مشہور عارف باللہ گذرے ہیں۔ عشق و محبت رسول کی سرشاریاں انکی
رگ و پے میں سمائی ہوئی تھیں۔ اور شیخ رسالت پر پروردانہ دارنثار تھے۔ حضرت مولانا عظیم
اختر شاہ جہانپوری اپنے فاضلانہ پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”اسلام کے اس مایہ ناز فرزند“ بنی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق
صادق اور چودھویں صدی کی نادر روزگار سنتی نے قلبی میدان میں ایسی پیش بہا
نصایف چھوڑی ہیں جن کے مطالعہ سے آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور حاصل
ہوتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ مجددانہ حاضرہ امام احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے
بعد دنیائے اسلام میں علامہ موصوف اپنی نظیر آپ ہیں۔ اگر علامہ کی قلبی نگارشات
کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تجدیدی کارناموں کا تکملہ کہا جائے تو شاید حیا نہ
اس کے بعد علامہ نہمانی کی ۹۰ کتابوں کی نہرست پیش کرتے ہوئے

”قطر از ہیں“ علامہ موصوف کی نصایف اکثر و بیشتر ارشادات نبوی کے مجموعے اور
فضائل و کمالات مصطفوی کے ذخیرے ہیں۔ علم حدیث میں آپ کی نظر بہت درست ہے
بعض نصایف ایسی بان نظری اور محققانہ شان سے مرتب فرمائی ہیں جنکی نظیر علماء
متاخرین کی نصایف میں نظر نہیں آتی۔ یہ زور تحریر و دعوت نظر اور عشق رسول کے
منہ لائے عمل و گہر ہیں۔ قلبی نگارشات میں جامی کا سوز و گداز، سعدی کی فصاحت
و بلاغت، رومی کا فلسفہ حیات، سیوطی کی علمی جلالت، شیخ سرمندی کی جرأت
رندانہ اور محقق دہلوی کا علمی متبحر اپنی قبلیکیاں دکھاتا رہے۔ (رحمۃ اللہ علیہم) ص ۱۰۱

جو اہل البحار کے مطالعہ سے مذکورہ بالا تقریبی کلمات کی مکمل تصدیق ہو جاتی ہے
اور کسی قاری کے لئے اس میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ زیر نظر
ترجمہ نہایت عام فہم، سلیس اور شگفتہ و رواں دواں ہے۔ دواں مطالعہ اس کا
احساس بھی نہیں ہوتا کہ اسے عربی سے اردو زبان میں منتقل کیا گیا ہے حالانکہ
اس کام میں علم وافر اور وقت نظر کے علاوہ دونوں زبانوں کی نوک پلک سونہرنے
کے فن سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب مدظلہ و حضرت مولانا
اختر شاہ جہانپوری مدظلہ نے بڑی کامیابی کے ساتھ یہ ہم سر کیا ہے۔ جس کے
وہ ہر طرح ہمارے شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مترجمین کی جانب سے
آیات کے حوالے اور حاشیہ پر موضوع سے مناسب جا بجا فقیر اشعار کے اضافے
اس کی افادیت میں کچھ اور اضافہ کر دیا۔

علماء کرام و طلباء و علماء اسلامیہ نیز مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اگر اس کی خرید
کی طرف متوجہ ہو جائے تو انشاء اللہ مولیٰ تعالیٰ اسکی بقیہ جلدیں بھی بہت جلد منظر عام
پر آجائیں اور اس طرح علم و ادب کا یہ لازوال تحفہ دینی درسگاہوں، دانشور طبقہ
اور مسلم گھرانوں کی متاع عزیز بن کر اپنے فیضان عشق سے ان کے دلوں کا عالم
زیر و زبر گزرتا رہے۔ اور ہمارا جہان آرزو مہر و ماہ غیرے نہیں بلکہ خود اپنے سوز
دل کی تجلیات نور سے جگمگاتا رہے

قطر
والسلام

مرسلت کا پتہ:- (مولانا) محمد علی جناح حبیبی، ناظم مکتبۃ الحبیب
مسجد اعظم ۱۴۲۰ (ترشیٹا، آباد، ریو-پی)

آئندہ اشاعتی پروگرام

۱۔ تفسیر نفیسی چہارم

۲۔ سراجی اردو

۳۔ میزان

۴۔ نحو میر

۵۔ پنج گنج

مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر مراسلت کریں

محمد علی جناح جی بی ناظم مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ ۱۴۲ ازبکستان۔ الد آباد

آئندہ اشاعتی پروگرام

۱۔ تفسیر نفیسی چہارم
۲۔ سراجی اردو
۳۔ میزان
۴۔ نحو میر
۵۔ پنج گنج

مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر مراسلت کریں

محمد علی جناح جی بی ناظم مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ ۱۴۲ ازبکستان۔ الد آباد

۱۴۲ ازبکستان۔ الد آباد

تفسیر لغوی

زبان اردو میں قرآن عظیم کی بسیط تفسیر "تفسیر لغوی" کے سوا دوسری نہیں ہے۔ اہلسنت و جماعت کے مستند عالم حکیم الامت حضرت مولانا احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے اس تفسیر کو تالیف فرما کر مسلک حق کے دینی ذخیرے میں ایک گراں قدر اضافہ فرمادیا ہے۔ جو اردو داں حضرات کے لئے دُرّ نایاب ہے۔

سائز $\frac{20 \times 22}{8}$ صفحات ۹۲۸ قیمت جلد اول مجلد ۴۵ روپے

سائز $\frac{20 \times 22}{8}$ صفحات ۵۶۸ قیمت جلد دوم مجلد ۳۲ روپے

سائز $\frac{20 \times 22}{8}$ صفحات ۸۰۸ قیمت جلد سوم مجلد ۴۰ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الحبيب کتاب جامعہ حبیبیہ

۱۴۰۔ اتر سوئیہ۔ الہ آباد (ب۔ پی)